سوال

(220) کرنسی فروخت کرنے کا کاروبار

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

لاہور سے محمد عمر فاروق لکھتے ہیں ایک آدمی کرنسی کی خریدوفروخت کرتا ہے کیا یہ کاروبار جائز ہے نیز شیئرز کی خریدوفروخت اور اس کا نفع لینا جائز ہے مثلاً ایک فیکٹری ایک کروڑ روپے کی ہے اس کے پچاس شیئرز مالک اپنے پاس رکھتا ہے اور باقی پچاس لوگوں میں فروخت کر دیتا ہے یہ حصص خریدنے والے بھی کاروبار میں شریک ہو جاتے ہیں کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

کرنسی کے کاروبار کی دو صورتیں ہیں :

1۔ ایک ہی ملک کے مختلف مقدار کے نوٹوں کا آپس میں تبادلہ کرنا۔

2۔ ایک ملک کے کرنسی نوٹوں کا دوسرے ملک کے کرنسی نوٹوں سے تبادلہ کرنا۔

ویسے تو ان کاغذی نوٹوں کی اپنی ذاتی کوئی قیمت نہیں ہے صرف کاغذ کا ایک ٹکڑا ہے البتہ حکومت وقت کے اعلان کے بعد ثمن بن گئے ہیں۔ اگرچہ یہ عرفی ثمن کے حامل ہیں تاہم ان کے زریعے کاروبار کرنا قانونی حیثیت اختیار کر گیا ہے اب اگر ایک ملک کے نوٹوں کا باہمی تبادلہ کرنا ہو تو اس کی دو شرطیں ہیں۔

1۔ مجلس عقد میں فریقین نقد بنقد تبادلہ کریں۔

2۔ اس تبادلے میں برابری کو ملحوظ رکھا جائے۔

اگر کوئی 100 روپے کے نئے نوٹ 105 روپے میں فروخت کرتا ہے تو شرعاً درست نہیں بلکہ ایسا کرنا صریح سود ہے یہ بھی واضح رہے کہ یہ برابری کرنسی نوٹوں کی تعداد اور گنتی کے لحاظ سے نہیں ہوگی بلکہ ان نوٹوں کی ظاہری قیمت کا لحاظ رکھا جائی گا لہذا سو روپے کے ایک نوٹ تبادلہ دس دس روپے کی دس نوٹوں سے جائز ہے اس تبادلہ میں اگرچہ ایک طرف ایک نوٹ ہے اور دوسری طرف دس نوٹ ہیں۔ لیکن ظاہری قیمت کے لحاظ سے ان دس نوٹوں کے مجموعہ کی قیمت سو روپے کے ایک نوٹ کے برابر ہے اس عقد میں بذات خود دو نوٹ یا ان کی تعداد مقصود نہیں بلکہ ان کی ظاہری قیمت مقصود ہے جو ان پر لکھی جاتی ہے اور جس کی یہ نوٹ نمائندگی کرتا ہے مختصر یہ ہے کہ ایک ملک میں رائج نوٹوں کے

تبادلہ میں کمی ویشی جائز نہیں ہے کیوں کہ ایک ملک کے مختلف کرنسی نوٹ ایک ہی جنس شمار ہوتی ہے اور ایک ہی جنس کے باہمی تبادلہ میں ادھار اور کمی بیشی منع ہے جیساکہ اس کے متعلق متعدد احادیث وارد ہیں۔

مختلف ممالک کی کرنسی مختلف اجناس شمار ہوتی ہے ان میں کمی ویشی تو جائز ہے لہذا ایک ریال کا تبادلہ پانچ دس اور پندرہ روپوں سے کرنا جائز ہے لیکن اس میں ادھار جائز نہیں۔ یہ تبادلہ نقد بنقد ہونا چاہیے۔ اس لئے کرنسی کا کاروبار جائز ہے اور اس میں کمی بیشی کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ البتہ اس میں ادھار درست نہیں ہے بلکہ نقد بنقد ہونا چاہیے یہاں ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ بعض اوقات حکومت مختلف کرنسیوں کی قیمت مقرر کردیتی ہے۔ مثلا حکومت پاکستان ریال کی قیمت 16 روپے اور ڈالر کی قیمت 60 روپے مقرر کردے تو کیا اس صورت میں حکومت کی مقرر کردہ قیمت کی مخالفت کرکے کمی بیشی کے ساتھ تبادلہ جائز ہے یا نہیں یعنی اوپن مارکیٹ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ہماری ناقص رائے کے مطابق حکومت کے مقرر ریٹ کی مخالفت کرتے ہوئے کمی ویشی کے ساتھ تبادلہ کرنے میں سود لازم نہیں آتا کیوں کہ دونوں کرنسیاں جنس کے لحاظ سے مختلف ہیں اور مختلف اجناس کا کمی ویشی کے ساتھ تبادلہ جائز ہے اور اس کمی ویشی کی شرعاً کوئی حد نہیں ہے بلکہ یہ فریقین کی باہمی رضامندی پر موقوف ہے اور حکومت کی اجازت سے اوپن مارکیٹ میں کاروبار ہوتا ہے تاکہ حکومت کے ہاں زرمبادلہ کے ذخائر میں اضافہ ہو۔ (واللہ اعلم)

سوال کا دوسرا جز شیئرز سے متعلق ہے شیئرز کی حقیقت یہ ہے کہ ایک کمپنی اپنا کاروبار چلانے کے لئے لائحہ عمل اور خاکہ شائع کرتی ہے۔ اور اپنے شیئرز جاری کرتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ کمپنی کے لوگوں کو اپنے کاروبار میں حصے دار بننے کی دعوت دیتی ہے۔ اس وقت کمپنی سے جو شخص بھی شیئرز خریدتا ہے۔ وہ شخص درحقیقت اس کمپنی کے کاروبار میں حصہ دار بن رہا ہوتا ہے اور کمپنی کے ساتھ شراکت کا معاملہ کرتا ہے۔ اگرچہ عرف عام میں یہ کہا جاتا ہے کہ اس نے شیئرز خریدے لیکن شرعی لحاظ سے یہ خرید وفروخت نہیں کیوں کہ پیسے ادا کرنے سے اسے کوئی سامان وغیرہ نہیں ملتا ابتدائی طور پر شیئرز خریدنے کے لئے یہ شرط ہے کہ خریدنے والا اس بات کا پتہ لگائے کہ یہ کمپنی کوئی حرام کاروبار تو شروع نہیں کررہی مثلا: شراب کشید کرنے کی فیکٹری لگائی جارہی ہو یا سودی کاروبار کے لئے کوئی بینک کھولا جارہا ہو تو ابتدا اس کمپنی کے حصص خریدنا جائز نہیں ہیں۔ لیکن اگر بنیادی طور پر حرام کاروبار نہیں بلکہ کسی جائز کاروبار کے لئے کسی کمپنی نے شیئرز جاری کیے ہیں۔ مثلاً: ٹیکسٹائل مل لگانا ہے تو اس صورت میں اس کمپنی کے شیئرز خریدنے میں کوئی قباحت نہیں ہے اب ان شیئرز کا دوسرا مرحلہ شروع ہوتا ہے کہ جب ایک آدمی نے کمپنی کے جاری کردہ حصص خریدلیے۔ اور وہ اب کمپنی میں حصہ دار بن گیا تو پھر یہ شیئرز ہولڈر وقتاً فوقتاً اپنے شیئرز اسٹاک مارکیٹ میں فروخت کے لئے پیش کردیتا ہے اس اسٹاک مارکیٹ سے شیئرز خریدنے کے لئے بھی چند ایک شرائط ہیں:

1۔ یہ شیئرز کسی حرام کاروبار میں ملوث کمپنی کے نہ ہوں ایسی کمپنی کے حصص خریدنا کسی حال میں جائز نہیں نہ ابتدائی طور پر جاری ہونے کے وقت اور نہ ہی بعد اسٹاک مارکیٹ سے ان کا خریدنا جائز ہے۔

2۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اس کمپنی کے تمام اثاثے نقد رقم کی شکل میں نہ ہوں۔ بلکہ اس کمپنی نے جمع شدہ سرمایہ سے زمین خریدی ہو یا بلڈنگ بنالی ہو اگر اس کمپنی کا اثاثہ بھی نقدی کی شکل میں ہے تو ان حصص کو کمی ویشی کے ساتھ فروخت کرنا جائز نہیں بلکہ اسکی اصل قیمت کے برابر برابر خریدنا ضروری ہے۔ کیوں کہ اس صورت میں دس روپے کا شیئرز دس روپے ہی کی نمائندگی کررہا ہے جیساکہ دس روپے کا نوٹ دس روپے کی نمائندگی کرتا ہے لہذا جب دس روپے شیئرز دس روپے کی نمائندگی کررہا ہے تو اس صورت میں اسے گیارہ نو روپے میں خریدنا یا فروخت کرنا قطعاً جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر کمپنی کے کچھ اثاثے منجمد شکل میں ہیں۔ مثلاً اس رقم سے کمپنی نے خام مال خرید لیا یا بلڈنگ بنالی یا مشینری خریدلی تو اس صورت میں دس روپے کے شیئرز کو کمی ویشی سے فروخت کرنا جائز ہوگا۔ (واللہ اعلم)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی اصحاب الحدیث

جلد:1 صفحہ:244